رجسٹرڈ نمبر آصفیہ (۱۸۰)

شرح چندہ
سالانہ ... روپے
ششماہی ... روپے

قیمت فی پرچہ (۲؍)

ہفتہ وار
مملکت

ایڈیٹر: میر حسن الدین
مینجنگ ایڈیٹر: سید عابد حسین

رجسٹرڈ نمبر آصفیہ (۱۸۰)

شرح چندہ
سالانہ ... روپے
ششماہی ... روپے

قیمت پرانا پرچہ (۴؍)

جلد (۹) | ۱۰ر شہریور ۱۳۵۸ف شریف | ۱۳ر رمضان ۱۳۶۸ھ | ۱۰ر جولائی ۱۹۴۹ء روز یکشنبہ | نمبر (۳۰)

ہندو فرقہ واریت کے خلاف جنگ

از

یم نرسنگ راؤ

اسٹیٹ کانگریس کے محترم صدر سوامی رامانند تیرتھ نے ہندو فرقہ واریت کے خلاف جنگ کرنے کا اعلان کیا ہے اب دیکھنا چاہئے سوامی جی کی جنگی حکمت عملی کیسی ہوگی اور کامیاب انصرام جنگ کی کیا تدابیر اختیار کی جائیں گی؟۔ مہاتما جی نے جو سوامی جی کے الفاظ میں مسلم فرقہ واریت کے بجائے ہندو فرقہ واریت کا شکار ہوئے اپنی جنگ کو صرف ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنے کی حد تک محدود نہیں رکھا۔ اغوا شدہ خواتین کی بازیابی لوٹے ہوئے سامان کی واپسی اور قبضہ شدہ مذہبی عبادت گاہوں کی بحالی وغیرہ ایسے تمام امور کو پولیس اور حکومت کا کام نہیں بتایا بلکہ یہ تمام فرائض مہاتما جی نے اپنے ذمہ لئے۔ اس فرض کی انجام دہی کی خاطر مہاتما جی نے اپنی جان قربان کر دی میں یہ نہیں کہتا کہ سوامی جی مہاتما جی کے مثل مرن برت رکھیں یا یہ کہ اپنی جان سے کھیلیں لیکن یہ کام پورا ہونے کے لئے ایک سنجیدہ اور سخت کوشش کی ضرورت ہے میں جانتا ہوں کہ یہ کام مہاتما جی کے لئے جتنا آسان تھا سوامی جی کے لئے اتنا آسان نہیں ہے۔ سوامی جی کے لئے یہ کام بہت کٹھن ہے مہاتما جی کو اس کی پرواہ نہیں تھی کہ کوئی ان کا ساتھ دے گا یا نہیں وہ ستیہ اور اہنسا کے ایک پیغمبر یا اوتار پرش تھے مگر سوامی جی کو تو ہر قدم پر یہ تکلیف دہ خیال ہے کہ ان کا کون کارکن کیا خیال کر رہا ہے مہاتما جی ہندوستان کے سب سے بڑے لیڈر اور رہنما اور اشراتیا تھے مگر مہاتما جی انتخابات وغیرہ جیسے الجھنوں اور جھنجھٹوں سے بہتر بالاتر تھی وہ غیر متنجبہ اور بے تاج بادشاہ تھے۔

یہ امور پیش نظر رکھتے ہوئے میرا خیال ہے کہ سوامی جی نے کوئی آسان کام اپنے ہاتھوں میں نہیں لیا ہے سوامی جی نے ایک بڑا کام اپنے ذمہ لیا ہے جو بہت مقدس اور نوتر ہے سوامی جی نے جن مقاصد کی خاطر اس جنگ کا اعلان کیا ہے وہ بھی بہت نیک اور پاک ہیں سوامی جی نے ایک غیر مذہبی مملکت کو اپنا مقصد جنگ قرار دیا ہے اس مقصد سے کسی کو بھی اختلاف نہیں ہو سکتا۔ بلکہ سب کا تعاون عمل حاصل رہے گا لیکن سوامی جی کو ہندو فرقہ واریت کے خلاف کسی جنگ میں کامیابی اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جب کہ ان کے صفوں کو پاک اور صاف کر دیا جائے سوامی جی کو پہلے اپنے بہت سے کارکنوں کے خلاف جنگ کرنی ہوگی۔

پولیس کارروائی ہو کر نو دس ماہ سے زائد عرصہ ہوتا ہے مگر ابھی تک ریاست کے متعدد مقامات کے مسلمان شکایت کر رہے ہیں کہ ان کا لوٹا ہوا سامان ابھی تک انھیں واپس نہیں ملا۔ یہ ممکن ہے کہ ایسی بہت سی شکایتوں میں مبالغہ آمیزی کا بھی عنصر ہو لیکن سرے سے جھوٹ یا محض پروپگنڈہ نہیں کہا جا سکتا جب تک کہ کوئی شخص کسی مقام پر کسی شخص کے قبضہ میں اپنا مال و متاع دیکھتا رہے گا اس وقت تک اس کے دل میں کدورت اور انتقام کا جذبہ کام کرتے رہنا بالکل ایک فطری امر ہے اس کے جواب میں اس شخص کی جس نے کسی کے مال و متاع پر قبضہ کر رکھا ہے یہ کوشش رہے گی کہ وہ شخص سامنے نظر ہی نہ آئے یہ سب انسانی نفسیات میں جب تک یہ نفسیات کام کرتے رہے گی اس وقت تک باز آبادکاری ممکن نہ ہوگی وہ ایک بہت بڑا پیچیدہ اور جانفشان اور تکلیف دہ کام ہے یہ کام پولیس نہیں کر سکتی پولیس مدد دے سکتی ہے لیکن اصل کام قائدین کو کرنا ہے قائدین اس مقصد میں اسی وقت کامیاب ہو سکتے ہیں جب کہ مقامی کارکن ان کے وفاداروں جنگ جیتنے کے لئے سپاہیوں میں ڈسپلن یا نظم و ضبط اور وفاداری ضروری ہے۔ (رعیت)

جمعیت پولیس میں کمیونسٹ عناصر

۲۳ر جون کو مدراس کی اسمبلی میں ایک تحریک التوا کے ذریعہ کمیونسٹ سرگرمیوں پر بحث کی گئی تحریک کے محرک مسٹر وی راگھویا نے خیبر آباد سے ملحقہ اضلاع کرشنا گنٹور اور گوداوری میں کمیونسٹوں کی تخریبی کارروائیوں اور ہنگاموں کو تفصیل سے بتلایا اور کہا کہ کمیونسٹوں نے مدراس میں ... (باقی صفحہ ...)

۷۸۶

ہفتہ وار

مملکت

۱۰ شہریور ۱۳۵۰ ف

شذرات

عوام فریبی

آل حیدرآباد کانگریس کمیٹی کی سیاسی قرارداد میں کہا گیا ہے کہ مجوزہ مجلس دستور ساز اس امر کا فیصلہ کرے گی کہ حیدرآباد کی تحلیل کر دی جائے یا اس کی موجودہ انفرادیت برقرار رکھی جائے۔ ہم نے چند ماہ قبل اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے عرض کیا تھا کہ حیدرآباد کی مجوزہ مجلس دستور ساز کی ہیئت ترکیبی کچھ اس قسم کی ہوگی کہ تلنگانہ کے نمائندوں کی جو بھی رائے ہوگی وہی ساری اسمبلی کی رائے قرار پائے گی کیونکہ مجلس دستور ساز میں تلنگانہ کے نمائندوں کو اکثریت حاصل رہے گی۔ فرض کیجئے کہ تلنگانہ کے ارکان کی یہ رائے ہو کہ حیدرآباد اپنی موجودہ صورت میں برقرار رہے اور اس کی انفرادیت قائم رہے تو مجلس دستور ساز کا فیصلہ بھی لازماً یہی ہوگا۔ فرض کیجئے کہ مہاراشٹرا اور کرناٹک کے اضلاع حیدرآباد سے علیحدہ ہو جانا چاہیں تو ایسی صورت میں مجلس دستور ساز کا فیصلہ ان اضلاع کی حد تک غیر منصفانہ ہوگا۔ اس لئے یہ سوال کہ حیدرآباد کے ٹکڑے کر دیئے جائیں یا اس کی سالمیت کو برقرار رکھا جائے مجلس دستور ساز پر نہیں چھوڑا جا سکتا۔ اضلاع تلنگانہ کے نمائندوں کو صرف اپنی حد تک یہ فیصلہ کرنے کا حق ہے کہ یہ اضلاع متصل علاقہ میں ضم ہو جائیں یا اپنی موجودہ انفرادیت کو برقرار رکھیں۔ یہی صورت اضلاع مہاراشٹرا اور کرناٹک کی ہونی چاہئے۔ بالفاظ دیگر حیدرآباد کی تین صوبائی کانفرنسیں ——— آندھرا کانفرنس، مہاراشٹرا کانفرنس، کرناٹک پریشد ——— ہر ایک کو اپنے اپنے علاقہ کا حق عطا کرتے ہوئے صرف اسی ایک مسئلہ کے تصفیہ کے لئے ایک اجتماع عمل میں لائیں اور [illegible] حاصل کریں۔ اگر تینوں کانفرنسوں کی یہی رائے ہو کہ حیدرآباد کی سالمیت باقی رہے تو پھر مسئلہ صاف ہے۔ لیکن اگر کسی ایک یا دو کانفرنسوں میں یہ طے ہو کہ اضلاع متعلقہ اپنے موجودہ رشتے کو توڑنا نہیں چاہتے تو جن اضلاع کا یہ فیصلہ ہوگا انہی اضلاع پر لفظ حیدرآباد کا اطلاق ہوگا۔ یہ ساری بحث اس مفروضہ پر مبنی ہے کہ سردار پٹیل وہی کرنا چاہتے ہیں جو عوام کی مرضی ہو۔ عوام کی مرضی معلوم کرنے کا یہی ایک اصولی اور سائنٹیفک طریقہ ہے۔ مجوزہ مجلس دستور ساز جو ہر سہ علاقوں کے نمائندوں پر مشتمل ہوگی کسی ایک علاقہ سے متعلق فیصلہ کرنے کی مجاز نہ ہوگی۔ اس مسئلہ کو مجلس دستور ساز کے حوالہ کرنا حق خود ارادیت کی نفی کرتا ہے۔

یہاں ایک دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہندوستان کے ہر جزو کو ——— خواہ وہ جزو لسانی ہو یا انتظامی، ثقافتی ہو یا جغرافی ——— حق خود ارادیت حاصل ہے۔ ہم سمجھتے آرہے تھے کہ ہندوستان ایک ملک ہے جہاں ایک قوم آباد ہے اور اسی ایک قوم کو بحیثیت مجموعی حق خود ارادیت حاصل ہے۔ اس اعتبار سے حیدرآباد کے مستقبل کا فیصلہ صرف ہندوستان کی مجلس دستور ساز ہی کر سکتی ہے البتہ اس مجلس میں حیدرآباد کے بارہ پندرہ نمائندے نامزد یا منتخب کئے جا سکتے ہیں۔

سوامی رامانند تیرتھ کی تقریر اور آل حیدرآباد کانگریس کمیٹی کی سیاسی قرارداد کو ملا کر پڑھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سوامی جی اس مسئلہ میں کچھ بوکھلا گئے ہیں۔ اسٹیٹ کانگریس کی صدارت کے لئے ہونے والے انتخابات کے پیش نظر وہ اپنے دل کی بات کہہ کر کسی جماعت یا گروہ کو مخالف بنانا نہیں چاہتے چنانچہ ان کی تقریر اور قرارداد میں یہی کشمکش پائی جاتی ہے۔ ہماری اپنی رائے یہ ہے کہ حیدرآباد کے مستقبل کا فیصلہ حکومت ہند کی ریاستی وزارت ہی کرے گی خواہ حیدرآباد کے باشندوں کا فیصلہ کچھ ہی ہو۔ البتہ ریاستی وزارت کی یہ کوشش ضرور ہوگی کہ عوام کی خواہش اسی فیصلہ کے مطابق ہو جو اس نے کر رکھا ہے۔ بالکل یہی صورت اعلیٰحضرت حضور نظام کے مستقبل سے متعلق ہوگی۔ اگر نظام کے نام کو قائم رکھنا بین الاقوامی نقطۂ نظر سے مطابق مصلحت سمجھا جائے تو مستقبل میں بھی حیدرآباد کے قوانین نظام کے نام سے جاری ہوا کریں گے۔ لیکن اگر لفظ نظام کی ضرورت باقی نہ رہے تو اعلیٰحضرت کو آرام کی زندگی بسر کرنے کا موقع دیا جائے گا۔

جب سوامی جی یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ جو کچھ ہوگا وہ عوام کی مرضی سے ہوگا ——— عوام کا مفہوم خدا ہی جانے ——— تو ہمیں ہنسی آجاتی ہے۔ سوامی جی کو شاید خبر نہیں کہ عوام سے مراد وہ لیڈر ہیں جو عوامی نمائندہ ہونے کے مدعی ہیں۔ اس وقت سردار پٹیل سے بڑھ کر کوئی عوامی نمائندہ نہیں ہے۔ لہٰذا وہی ہوگا جو سردار جی چاہتے ہیں رہے سوامی جی ان کی عوام فریبی شاید ہی کامیاب ہو سکے۔

ایک پرانا کھیل

آل حیدرآباد کانگریس کمیٹی نے حیدرآباد کے غذائی موقف سے متعلق بھی ایک طویل قرارداد منظور کی ہے جس کا صرف ایک ہی جزو کام کا ہے اور وہ یہ ہے کہ عوامی اداروں اور پبلک کارکنوں کو حکومت کے ساتھ تعاون عمل کرنا چاہئے۔ اس قرارداد کا بقیہ حصہ محض لفاظی ہے جس کا منشا عوام کو دھوکہ دے کر اپنی قیادت کو ان پر مسلط کرنا ہے۔ مثلاً کہا گیا ہے کہ غلہ کی اجناس کا حصول، راشن بندی، نگرانی جیسے اہم اور موثر تدابیر اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ ایسی عامیانہ باتیں ہیں جو قابل توجہ نہیں۔ یہ کہنا کہ کاشتکاروں سے صرف ان کی فاضل پیداوار لی جائے [illegible] حکومت پر یہ الزام لگانا ہے کہ وہ کاشتکاروں سے سب کچھ کھینچ رہی [illegible] یہ ایک پرانا کھیل ہے جو ہمارے لیڈر ایک عرصہ سے کھیل رہے ہیں۔

اگر کانگریس کاشتکاروں کا منشا معلوم کرنا ہے تو ان کا منشا صاف طور پر یہ ہے کہ وہ نہ تو لیوی کے تحت غلہ دینا چاہتے ہیں اور نہ خوش خریدی کے ذریعہ۔ وہ اپنی پیداوار کو اپنی مرضی کے مطابق من مانے داموں پر فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ رہے تاجران کا منشا یہ ہے کہ قیمتوں پر ہر قسم کی نگرانی اٹھالی جائے اور جنگ سے قبل جس قسم کی آزاد تجارت ہوا کرتی تھی وہی صورت قائم رہے تاکہ تاجروں کو من مانے نفع اندوزی کا موقع حاصل رہے۔ چونکہ ملک میں اکثریت کاشتکاروں کی ہے اور سرمایہ سب تاجروں کے پاس ہے اس لیے عوام کی رائے بھی بشاید یہی متصور ہوگی کہ نہ لیوی ہو نہ خوش خریدی نہ قیمتوں پر نگرانی ہو نہ کمرشیل کارپوریشن قائم رہے نہ محکمہ رسد رہے نہ محکمہ راتب بندی۔

اگر سوامی جی یہ سب کہنے کی جرأت رکھتے ہیں تو انھیں کھلے بندوں میدان میں آجانا چاہیے۔ آل حیدرآباد کانگریس کمیٹی کی قرارداد میں جو اصول بتائے گئے ہیں وہ وہی ہیں جن پر محکمہ رسد آج سے نہیں بلکہ اس وقت سے کاربند ہے جبکہ گرگوری رپورٹ شائع ہوئی تھی۔ یہ کہنا کہ ان اصولوں کو حکومت اختیار کرے دراصل محکمہ رسد کی موجودہ پالیسی کے خلاف عوام کو بھڑکانا ہے اور اس پالیسی کو ناکام کرنے کی کوشش ہے۔ اسٹیٹ کانگریس کو چاہیے کہ وہ کاشتکاروں اور تاجروں کی خوشنودی کا خیال رکھے بغیر حکومت وقت کا ساتھ دے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سوامی جی ظاہری طور پر حکومت کی مخالفت کرنا نہیں چاہتے اور باطنی طور پر کاشتکاروں اور تاجروں کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اس کوشش میں کیسے کامیاب ہو سکتے ہیں ہم تو سمجھ نہیں سکے۔ اگر کاشتکار و تاجران طفل تسلیوں سے مطمئن ہو سکتے ہیں جو انھیں جمشید ہال میں دی گئی ہیں تو انھیں مبارک۔ ہم اتنا جانتے ہیں کہ حکومت اس قرارداد سے متاثر نہیں ہو سکتی۔

ہزاروں بیوائیں اور یتیم بچے فاقہ کشی کی حالت میں مبتلا ہیں!!!

رمضان المبارک کی خیرات کا صحیح مصرف

اخبارات کی مختلف اطلاعات سے یہ سب کو معلوم ہے کہ اضلاع میں ہنوز مصیبت زدگان کی حالت بہت قابل رحم ہے۔

ہزاروں گھر ایسے ہیں جن پر چھت نہیں ہے اور ہزاروں بیوائیں اور یتیم بچے فاقہ کشی کی حالت میں مبتلا ہیں۔ چنانچہ حال میں مسٹر فرید مرزا اور ڈی بیل پیانگ صاحب نے اورنگ آباد کے بعض تعلقات کا دورہ کرکے جو بیان شائع کیا ہے اس سے کسی قدر حالات کا اندازہ ہو سکتا ہے یہی حالات تقریباً عثمان آباد، بیدر، بیڑ، گلبرگہ، پربھنی، ناندیڑ کے دیہات کی ہے۔ نلگنڈہ، ورنگل اور آصف آباد بھی کچھ کم متاثر نہیں ہوئے ہیں۔ حیدرآباد ریلیف کمیٹی اپنے فنڈ سے ان مصیبت زدگان کی حتی المقدور امداد کرتی رہی لیکن اب کئی ماہ سے چندے کا سلسلہ کم ہوتے ہوتے تقریباً بند ہو گیا ہے۔

ہم حیدرآباد کے اہل خیر حضرات سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس رحمت اور برکت کے مہینے میں جس میں خیر خیرات بروئے احادیث افضل مانی گئی ہے اپنے مصیبت زدہ بہنوں اور بھائیوں کو نہ بھولیں اور ان کی امداد میں [illegible] دنیا و عاقبت کی نیکیوں کو حاصل کریں۔ (باقی بر کالم ۴)

مسٹر جٹلے توجہ فرمائیں

گلبرگہ کا حالیہ فساد ایسا نہیں ہے جس کو معمولی سمجھ کر نظر انداز کر دیا جائے۔ ملک میں بعض اخبارات ایسے بھی ہیں جو وقت اور بے وقت یہ ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ مسلمان تباہ و برباد ہونے کے بعد بھی سرکشی اور فساد پر آمادہ ہیں۔ ایسے اخبارات اپنے فرقہ پرست سرپرستوں کے اشاروں پر کام کرتے ہیں لیکن حکومت کو تو صحیح صورت حال سے واقف ہو کر کام کرنا چاہیے۔

مسٹر جٹلے اس سے ضرور واقف ہیں اور ان کی بعض تقاریر سے بھی یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ۱۷ ستمبر کے انقلاب کے بعد سماج دشمن عناصر اپنی تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ بظاہر یہ لوگ بہت ہی معصوم، صلح پسند اور امن پسند نظر آتے ہیں لیکن ان کے عزائم مستحسن نہیں ہیں۔ پولیس کا اولین فرض ہے کہ وہ اچھے اور برے کی شناخت میں نہایت دانشمندی سے کام کرے۔

حیدرآباد کے پس ماندہ مسلمانوں کو زندہ رہنے کا حق ہے۔ حیدرآباد ان کا وطن ہے وہ کسی صورت میں بھی اس کو چھوڑنے تیار نہیں ہیں۔ اگر اس کے خلاف ہو تو پنڈت نہرو کا یہ دعویٰ صحیح نہیں ہو سکتا کہ ہندوستان ایک غیر مذہبی مملکت ہے جہاں ہر مذہب کے افراد کو رہنے بسنے کا حق ہے۔ اور اکثریتی فرقہ کو اقلیت پر چیرہ دستی کرنے کا حق نہیں ہے۔

مسٹر جٹلے تو پولیس کارروائی کے تین ماہ بعد یہاں آئے جب ملک میں امن قائم کرنے کی تدابیر اختیار کی جا چکی تھیں لیکن ان کے علم میں وہ تمام واقعات ضرور ہوں گے جو سماج دشمن عناصر کے ناپاک ارادوں کی وجہ سے وقوع پذیر ہوئے۔ یہ عناصر اب بھی سرگرم ہیں اور ان کا ختم ہو جانا از بس ضروری ہے۔ ہماری یہ تجویز ہے کہ ہر تعلقہ اور ضلع میں ایک ایسی کمیٹی تشکیل دی جائے جو مقامی حالات سے مسٹر جٹلے کو براہ راست مطلع کرتی رہے۔ ایسی کمیٹیوں کے لیے دیانتدار افراد کا انتخاب مشکل ہے مگر ناممکن نہیں ہے۔ ایسی کمیٹیوں میں مختلف طبقوں کے صاحب کردار اور ذی اثر اصحاب لیے جائیں تو یہ ممکن ہے کہ عوام کے دل سے بے اطمینانی اور ہراسانی دور ہو سکے۔

(سید عابد حسین)

(بقیہ سلسلہ کالم اول)

حیدرآباد میں ہم لوگ جس امن و اطمینان کی زندگی گزار رہے ہیں اس کا شکریہ محض اس طریقہ سے ادا کیا جا سکتا ہے کہ ہم دوسروں کی مصیبت میں کام آئیں۔ اور اس کو کم کرنے کی کوشش کریں۔ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء زمین والوں پر رحم کرو تاکہ آسمان والا تم پر رحم کرے۔ (مولانا) محمد عبدالباسط [illegible]

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

بلا تنقید :-

سوامی جی ابھی ابھی یہ اعلان کر چکے ہیں کہ وہ اب تک مسلم فرقہ واریت سے لڑتے رہے اب وہ ہندو فرقہ واریت کے خلاف جنگ کریں گے۔
اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ۔ ارستمبر سے قبل اگر ۱۲ فی صد کی فرقہ واریت تھی تو پولیس ایکشن کے بعد ۸۰ فی صد کی فرقہ واریت وجود میں آئی اور چونکہ فی صد بڑھ گیا ہے اسی مناسبت سے تنخواہ میں اضافہ ہوگیا۔ (آواز)

جاپان میں کمیونزم۔ (اخبار مشرق)

یہ کمیونزم کا میدان

جاپان قسم کا ہوگا۔

معاصر "اقدام" تحریر کرتا ہے کہ :-

آج کانگریس اپنا اثر جس تیزی سے ساتھ کھو رہی ہے اس کی مثال کانگریس کی تاریخ میں کہیں نہیں مل سکے گی۔

ابھی چند روز کی بات ہے کہ مدیر اقدام مسٹر باقر علی مرزا کے ایما پر مسلمانوں کو کانگریس میں بھرتی کرانے کی کوشش کر رہے تھے اور آج کانگریس پر نکتہ چینی کر رہے ہیں۔ کروٹ بدلنا تو معاصر موصوف کا مسلک ہے چنانچہ وہ ہر روز اعلان کرتا ہے :-

بدل رہی ہے نگار دنیا کو کروٹ بدل کر

معاصر "مشیر دکن" نے یہ خبر شائع کی ہے کہ وہ حیدرآباد دکن فنیر ہولڈرس اسوسی ایشن کے انتخابات میں مولوی ابوالحسن سید علی صدر اور راجہ بنکٹ لال بہادر نائب صدر منتخب ہوئے۔

ایک مراسلہ نگار کا بیان

بیشک مولوی صاحب نے صرف مفلس اور نادار عوام کی خدمت گزاری کے لئے صدارت قبول فرمائی ہے۔ ورنہ مولوی صاحب کو سرمایہ داروں سے کیا واسطہ

سوامی رامانند تیرتھ نے آل حیدرآباد کانگریس کمیٹی کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ :-

عوامی حکومت کی تاخیر کا سبب کانگریس کی صفوں کا اختلاف نہیں بلکہ نظم و نسق کی مشنری کا سوال ہے جس کو ابھی صاف کرنا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اگر عوامی حکومت قائم ہو تو نظم و نسق کی مشنری صاف نہیں ہو سکتی اس کے لئے فوجی حکومت ضروری ہے۔

بھری بزم میں راز کی بات کہہ دی

معاصر "رہنمائے دکن" لکھتا ہے کہ :-

اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ عام مسلمانوں کو اسلام کی حقیقی روح سے واقف کرایا جائے۔ اس کے لئے علمائے وقت مسلمانوں کو صحیح معنوں میں مسلمان بنانے کی مہم شروع کر دیں۔

ضرورت ہے کہ پہلے علمائے وقت کو اسلام کی حقیقی روح سے واقف کرایا جائے۔ جمعیت علماء تو صرف قوت فرماں روائی قائل معلوم ہوتی ہے۔

حقیقت خرافات میں کھو گئی
یہ امت روایات میں کھو گئی

معاصر "اقدام" کو شکایت ہے کہ :-

لوٹے ہوئے مال کو واپس دلانے اراضیات و جائدادوں پر جو ناجائز قبضہ کیا گیا ہے سے برخاست کرانے اور پھر باڑ کی مہم کو کامیاب بنانے کی طرف خاص توجہ نہیں دی جا رہی ہے۔

ہمارے اسٹاف رپورٹر کی اطلاع ہے کہ پھر باڑ کی مہم کے ساتھ پھر بھگاؤ کی مہم بھی جاری ہے۔

آل حیدرآباد کانگریس کمیٹی کے ایک انجمن رکن نے صدر سے متعدد سوالات کئے اور یہ خواہش کی کہ عثمانیہ بنک کی لوٹ کے واقعہ کی تفصیلات بتائی جائیں تاکہ عوام کے ذہنوں کی تاریکی دور ہو۔ مرکزی مجلس عاملہ کے کتنے ارکان ہیں جو ذاتی موٹر رکھتے ہیں۔ کیا کانگریسی کارکنوں کے جرائم کی چھان بین کے لئے کوئی ٹریبونل مقرر کیا جائے گا؟

کہنے کی کیا ہے یہ تو سمجھنے کی بات ہے۔

ہم حیدرآباد کے زرداروں کی اس لوٹی ہوئی انسانیت سے مخاطب ہیں جو بے حسی اور بے دردی کی چادر تانیں سو رہی ہے۔ حیدرآباد کے سرمایہ دار آج بھی اسی لہو لعب میں مبتلا ہیں اور ان کی عیش بھری زندگی کے آج بھی وہی تیور ہیں۔ (منزل)

زندہ ہے ملت بیضا غرباء کے دم سے

معاصر "دکن کرانیکل" لکھتا ہے کہ :-

بجز اس کے کہ اکثریتی فرقہ سے یہ اپیل کی گئی ہے کہ وہ فوج اور پولیس میں شریک ہو جائے اس کو بروئے عمل لانے کے لئے کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ اسٹیٹ کانگریس کو اس جانب فوری توجہ کرنی چاہیے۔

اگر سوامی جی عیندا ہی اور غیر فرقہ واری جمہوریت قائم کرنا چاہتے ہیں تو وہ دکن کرانیکل کے اس مشورہ پر فوراً عمل کریں۔

کشمیر کے استصواب عامہ کے سلسلہ میں مرکزی اسٹاف کے اراکین کے اخراجات کئی ہفتوں سے مجلس اقوام متحدہ برداشت کر رہی ہے۔ یہ مسئلہ موضوع بحث بنا ہے کہ ان اخراجات کو آخر کون برداشت کرے گا۔ (ایک خبر)

حباب دوست ایں وہ دل

حکومت افغانستان غیر اپنی کو پٹھانستان کا بادشاہ بنانا چاہتی ہے۔ (اخبار مشرق)

زمیں میر و سلطان سے بیزار ہے
پرانی سیاست گری خوار ہے

سوشلسٹ پارٹی کا جلسہ

ہندوستان اور حیدرآباد کی نسبت قراردادیں

پٹنہ میں ہندوستانی سوشلسٹ پارٹی کی نیشنل ایگزیکٹیو کے اجلاسوں میں حسب ذیل قراردادیں منظور کی گئیں۔

۲۹ برس پہلے ہندوستانی عوام نے اس ملک کو آزاد کرنے اور برطانوی دولت مشترکہ سے بے تعلق رہ کر پورنا سوراج قائم کرنے کا عہد کیا تھا۔ ہندوستان کے آزادی حاصل کرنے تک ہر سال لاکھوں ہندوستانی عوام اپنے اس عہد کی تجدید کرتے رہتے ہیں۔ آزادی حاصل کر لینے کے بعد ہند سرکار نے اعلان کیا کہ وہ بین الاقوامی امن کی حفاظت اور محکوم قوموں کی آزادی کے لئے اپنی جدوجہد جاری رکھے گی۔ ہند سرکار نے بتایا کہ وہ اپنے آپ کو بڑی طاقتوں کی رسہ کشی سے الگ رکھے گی۔ اس نے وعدہ کیا کہ وہ خارجی معاملات میں اپنے آپ کو روسی یا اینگلو امریکن بلاک سے بے تعلق رکھے گی۔ یہ بین الاقوامی [illegible] گزشتہ چند دنوں سے بڑی شدت اختیار کر گئی ہیں۔ معاہدہ اوقیانوس اور کومنفارم نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ اب دنیا دو واضح بلاکوں میں بٹ چکی ہے۔ ان حالات میں ہندوستان کے غیر جانبداری کے دعوی کو بڑی آزمائشوں سے گزرنا پڑ رہا ہے۔ اور دوسری طرف ہندوستانی عوام کی آزادی اس وقت تک مکمل نہیں کہی جا سکتی جب تک کہ ایشیا سے نوآبادیاتی نظام کا خاتمہ نہیں ہوتا۔ برطانیہ مشترک ہے، نوآبادیاتی نظام کی لعنتوں کو باقی رکھنا چاہتا ہے وہ جنوب مشرقی ایشیا میں ولندیزی اور فرانسیسی سامراجیوں کے ہاتھ مضبوط کر رہا ہے۔ بنا بریں ہندوستان اپنے آپ کو برطانیہ سے وابستہ کرتے ہوئے ایشیا کی محکوم قوموں کی آزادی کا دعوی نہیں کر سکتا۔

ان حالات میں نیشنل ایگزیکٹیو کانگریس سرکار کے اس فیصلہ کی کہ وہ اپنے آپ کو برطانوی دولت مشترکہ سے وابستہ رکھنا چاہتی ہے بشدت مخالفت کرتی ہے کیونکہ یہ فیصلہ ہندوستان کی مسلمہ خارجی پالیسی کے خلاف ہے۔ اس فیصلہ سے بجا طور پر اس بات کا اندیشہ کیا جا سکتا ہے کہ اس طرح ہندوستان کو جنگ کی آگ میں جھونک دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ اس فیصلے سے ماضی کی ایک ایسی روایت کا اعادہ ہوتا ہے جس سے قومی مفادات کو زبردست نقصان پہنچ رہا ہے۔ ہندوستان پر برطانیہ کے صدیوں کے تسلط نے اسے مجبور بنا دیا ہے۔ وہ اپنے معاشی، معاشی اور دوسرے مسائل کو حل کرنے میں برطانیہ سے منہ تکنے کا عادی بن گیا ہے اور اس طرح وہ اپنے قدیم تہذیبی ورثہ سے محروم ہو گیا ہے۔ اگر وہ برطانوی دولت مشترکہ سے وابستہ رہے تو یقیناً اسے ایک طرح کا روحانی رشتہ سمجھا جائیگا۔

سوشلسٹ پارٹی جنگ آزادی کے تمام سورماؤں کو آواز دیتی ہے کہ وہ اپنی متحدہ و مشترکہ جدوجہد سے کانگریس سرکار کو اس فیصلہ کی منسوخی پر مجبور کریں۔

یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے کہ کانگریسی حکومتوں کی زرعی پالیسی بجائے اس کے کہ محنت کش کسانوں کو زمینوں کا حقیقی مالک قرار دیتی انہیں زمینات سے بیدخل کر دینے کا سبب بن رہی ہے۔ برسر اقتدار جماعت اس بات کو محسوس نہیں کر سکی ہے کہ کسانوں کو مطمئن کئے بغیر نہ تو زیادہ غلہ اگاؤ کی مہم ہی کامیاب ہو سکتی ہے اور نہ مجموعی پیداوار میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ غالباً یہ بات ابھی طرح ذہن نشین نہیں ہو سکی ہے کہ رعیت واری اور زمینداری علاقہ میں زمینوں کا ایک بڑا حصہ محنت کش کسانوں کی محنت ہی سے سرسبز ہو سکتی ہے۔ اور جب تک ان کسانوں کو طمانیت حاصل نہیں ہوتی، اس وقت تک ہم ایک ایسا نفسیاتی ماحول پیدا نہیں کر سکتے جو اضافہ پیداوار کے لئے سازگار ہو۔ صوبائی حکومتوں نے اس سلسلہ میں جتنے قوانین وضع کئے وہ یا تو زینت کاغذ بنے رہے یا پھر ان سے کوئی فائدہ نہ ہو سکا۔ بمبئی میں بھی ایکٹ سروس اگریمنٹ کی وجہ سے ناکام ہوا۔ بنگال میں بھی کم و بیش یہی حال ہوا۔ اڑیسہ، بہار اور سی پی میں بھی ایسی ہی شکایتیں سننے میں آتی ہیں۔ مدراس میں دیہا کوئی قانون منظور ہی نہیں کیا گیا۔ تامل ناڈ کی ۵۰ فیصد مزروعی آبادی زمینداروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دی گئی ہے۔ ہندوستان کے ہر علاقہ میں بے دخلیوں کا سلسلہ جاری ہے اور ظاہر ہے کہ سوشلسٹ پارٹی ان حالات میں اب خاموش تماشائی نہیں بنی رہ سکتی۔ گزشتہ مہینوں کے دوران میں بہار، بنگال، تامل ناڈ، وندھیہ پردیش اور دوسرے صوبوں میں جزوی لڑائیاں لڑی گئیں۔ حصار اور مشرقی پنجاب کے دوسرے ضلعوں میں کسانوں کی پرامن ستیاگرہ جاری ہے۔ گزشتہ چار ہفتوں سے یہ جدوجہد جاری ہے پراونشل کانگریس کمیٹی کے صدر کی تائید کے باوجود وزارت کسانوں کے جائز مطالبات کو تسلیم کر لینے کے بجائے پرتشدد الفاظ و اعمال سے ان کی صفوں میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کر رہی ہے۔ نیشنل ایگزیکٹیو اس طرح کی پرتشدد پالیسی کو بڑی تشویشناک نظروں سے دیکھتی ہے۔ مدراس کے ایک علاقہ میں تو زمینداروں نے ایک ایسے ایوارڈ کو مسترد کر دیا جو عزت مآب وزیر اور ایک اعلیٰ درجے کے سرکاری عہدہ دار کا مرتبہ و منظورہ تھا۔ اس سلسلہ میں شری کاجے سی کماریا کے احتجاج کو بھی مدراس کے وزیروں نے مبالغہ آمیز اور غیر ذمہ دارانہ قرار دیا۔ نیشنل ایگزیکٹیو کے خیال میں کہ ارباب بست و کشاد کو صورت حال کی نزاکت کا پورا پورا اندازہ کر لینا چاہئے۔

نیشنل ایگزیکٹیو، حیدرآباد کی آئے دن بگڑتی ہوئی صورت حال پر تشویش کا اظہار کرتی ہے۔ پولیس کارروائی کے بعد عام طور پر یہ سمجھا جا رہا تھا کہ اب حیدرآباد میں دہشت اور فراخ کا خاتمہ ہو جائے گا۔ لیکن آج یہ امید پوری ہوتی نظر نہیں آتی۔

نیشنل ایگزیکٹیو، حکومت ہند کی نمائندگی کرنے والی، حیدرآباد کی فوجی سرکار کی ان کارگزاریوں کو پسند کرتی ہے جن سے حیدرآباد کی بدترین صورت حال پر قابو پایا گیا اور بالآخر قیام امن و امان میں کامیاب ہوئی لیکن فوجی سرکار اپنے موجودہ موقف میں معاشی اور معاشرتی مسائل کے بارے میں قطعی فیصلے کرنے میں ناکام رہی ہے۔ در آنحالیکہ ان ہی مسائل پر سب سے زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ کہنے کو تو صرف خاص کا نظم و نسق دیوانی میں ضم کر دیا گیا ہے لیکن اب تک صرف خاص کے کسانوں کی زندگی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اس علاقہ کے معاوضہ میں نظام کو سالانہ ۵۰ لاکھ روپیہ دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ فیصلہ حیدرآبادی عوام میں غم و غصہ پیدا کرنے کا سبب بن گیا ہے۔ اس کے علاوہ جاگیروں، پائیگاہوں، صمستانوں اور زرعی اصلاحات کے بارے میں اب تک کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا۔ جاگیر

(باقی صفحہ ۶)

ہندوستان کدھر جا رہا ہے؟

اچاریہ کرپلانی کا انتباہ

لکھنؤ میں پراونشل اسٹڈی سرکل کے اراکین کو خطاب کرتے ہوئے آچاریہ کرپلانی نے کہا، ہندوستان تباہ و تاراج ہو جائے گا بجز اس کے کہ یہاں کے عوام آپس کے اختلافات کو بھلا کر نئی قومی آزادی کی برقراری کے لئے سعی کریں۔

آپ نے کہا، ہم ہندوستانیوں کی عظیم قوم فتح کے موقع پر جس بری طرح تباہی کے غار میں گرتی جا رہی ہے اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں کہیں نہیں ملتی۔ آج ملک کی مختلف جماعتیں اور مختلف طبقے ملک کی آزادی اور ترقی کو محض اپنے مفاد کی خاطر جس بے دردی سے قربان کر رہے ہیں، یہ ذہنیت سب کے لئے خودکشی کا سامان فراہم کرے گی اور بالآخر تباہی کا پیش خیمہ ثابت ہوگی۔ اگر ذاتی اغراض کے نظرانہ زاویہ نگاہ سے بھی اس پر غور کیا جائے تو بھی یہ ذہنیت انتہائی نقصان رساں ہے اور ملک کو کبھی فلاح و بہبود نہیں پہنچا سکتی۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم ایک ایسے وسیع پاگل خانہ میں رہتے ہیں جہاں نظریاتی تصادم اور مفادات کے اختلافات کے باوجود قومی زندگی کے تمام عناصر اور جماعتیں ایک مشترکہ نصب العین اور ایک خاص مقصد میں متحد ہیں اور وہ ہے اپنے ملک و وطن کو قعر ذلت میں دھکیلنا۔

اس کٹھن منزل سے نکلنے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ ہے کہ قوم کو سانس لینے کا موقع دیا جائے اور نظم و نسق کو رشوت ستانی اور بدعنوانیوں سے پاک کیا جائے۔ ہمیں مختلف دلکش منصوبوں کو ختم کر دینا اور مختلف "ازم" سے متعلق بات چیت یک لخت بند کر دینی چاہئے۔ ہمیں اپنے ہر ایک کام میں گاندھی جی کا نام استعمال کرنا ترک کر دینا چاہئے اور نظم و نسق کی کارکردگی اور تدبر ہی پر ان تمام اسکیموں اور اصلاحات کی کامیابی کا انحصار ہے جسے ہم روبہ عمل لانا چاہتے ہیں۔

اچاریہ کرپلانی نے کہا، جب عوام یہ کہتے ہیں کہ ان کی حالت تباہ ہے تو ہمیں ان کی بات تسلیم کرنی چاہئے، عوام کو ان کی مشکلات کے لئے مورد الزام گرداننا بے سود ہے۔ کوئی مصور اگر کوئی اچھی تصویر اتار نہ سکے تو اسے رنگ و روغن کو قصوروار نہ ٹھہرانا چاہئے۔ اسے خود اپنی قابلیت پر شبہ کرنا چاہئے۔ پہننے والا ہی جان سکتا ہے کہ جوتا اسے کہاں تکلیف دے رہا ہے، صرف یہی جمہوریت کا اصول ہے۔ ہم نے عوام کے دلوں میں بڑی بڑی امیدیں پیدا کر دی تھیں۔ اور یہ امر فطری ہے کہ وہ جن امیدوں کے پورے ہونے کا انتظار کر رہا تھا اور جنہیں ہم پورا نہ کر سکے اس سے اسے مایوسی ہوئی۔

جب کبھی کوئی مصور اپنے تصور کو مادی شکل دینا چاہتا ہے تو تصویر میں کچھ نہ کچھ نقص رہ جانا ضروری ہے۔ کسی تصویر کی کامیابی کا راز اس میں ہے کہ جو لوگ اس تصویر کو دیکھیں وہ مطمئن ہو جائیں۔ مصور اپنے آرٹ سے پوری طرح مطمئن نہیں ہو سکتا اور اگر وہ مطمئن ہو جائے تو پھر وہ آرٹسٹ نہیں۔ بدقسمتی سے ہمارے ملک میں صورت حال بالکل ہی مختلف ہے عوام تو مطمئن نہیں ہیں لیکن قائدین اپنے کارناموں پر بڑے مطمئن ہیں۔

ایک سچے فن کار کی طرح گاندھی جی نے [illegible] بنایا تھا اور آزادی ہند کے خواب کو خراب مسالے سے صورت گری بخشی۔ صدیوں کی غلامی نے ہمارے عوام کے کردار کو انتہائی پستی میں لا دیا، اس کے باوجود اس نقص والے مسالے سے اس عظیم فن کار نے ویر پیدا کئے۔

اچاریہ کرپلانی نے ملک کی مختلف جماعتوں کے نظریاتی اختلافات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتلایا کہ یہ نظریات ایک تعیش ہیں اور ملک اب ان تعیشات کو برداشت نہیں کر سکتا۔ بالخصوص ایسی صورت میں جبکہ اس کے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہے، نظریات ان کی اس جانب رہنمائی کرتے ہیں جہاں سماج انھیں لے جاتا ہے لیکن قوم کو صحت مند ہونا چاہئے اور آگے بڑھنے سے قبل اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کے قابل بنانا چاہئے۔

آپ نے کہا کہ یہ کتنی بدبختی کی بات ہے کہ سرمایہ دار اور مزدور ایک دوسرے کو زیادہ مراعات ملنے کے لئے لڑ رہے ہیں اور اس کی پروا نہیں کرتے کہ ان کی یہ سرگرمیاں قوم پر کس درجہ اثر انداز ہو رہی ہیں۔ آچاریہ جی نے ہندوستان کے سرمایہ دار اور مزدور سے کہا کہ وہ دوران جنگ کے برطانیہ کی مثال اپنے سامنے رکھیں، دوران جنگ میں مزدور جماعت نے چرچل جیسے رجعت پسند کی قیادت قبول کی اور اس کی قیادت اس راسخ عقیدہ کے ساتھ قبول کی اگر قوم زندہ رہی تو مزدور سرسبز ہوں گے۔

دوسرے ممالک میں بحرانی دور میں ملک کی مختلف جماعتیں مشترکہ دشمن کے خلاف متحد ہو جاتی ہیں لیکن ہمارے ملک میں اس نازک منزل میں یہ اختلافات اور بھی وسیع ہوتے جا رہے ہیں۔

صوبہ واریت کی تنگ نظری کا بھوت جو ہندوستان میں سر ابھار رہا ہے، آپ نے اس کی مذمت کی اور متنبہ کیا کہ اگر اس فتنہ کا سر نہ کچلا گیا تو ہندوستان میں کئی پاکستان بن جائیں گے۔ آپ نے عوام سے کہا کہ وہ "مسیح کی سی بے صبری پیدا کریں"، جو کچھ بھی کیا جائے جلد کیا جائے۔ وقت ہاتھ سے گزرا جا رہا ہے۔

سوشلسٹ پارٹی کا جلسہ

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۵)

یہ ایک مانی ہوئی بات ہے کہ کمیونسٹ خطرہ کی روک تھام صرف دباؤ اور تشدد سے ممکن نہیں بلکہ اس کے لئے ان مسائل کو حل کرنا ضروری ہے جو عوام کی روزمرہ زندگی سے قریبی تعلق رکھتے ہیں۔ نیشنل ایگزیکیٹو کی رائے ہے کہ حیدرآباد کے تمام مسائل کا حل حیدرآباد کے ملحقہ صوبوں بمبئی، سی پی اور مدراس میں فوری انضمام ہے۔ اسی طرح فوجی نظم و نسق ختم ہو سکتا ہے اور حیدرآبادی عوام نظم و نسق میں اپنا جائز حصہ حاصل کر سکتے ہیں۔

کشمیر کی رائے شماری پر کروڑوں روپے خرچ ہوں گے

اقوام متحدہ کے ماہرین کا کہنا ہے کہ کشمیر کے استصواب عامہ کے اخراجات تقریباً (۷) ملین ڈالر (۲۵) کروڑ روپے ہوں گے۔ ناظم استصواب عامہ کے دفتر نے سمجھا جاتا ہے کہ استصواب عامہ منعقد کرنے کے لئے ایک آزمائشی اور مکمل منصوبہ تیار کرلیا ہے اور اسی منصوبہ کی اساس پر استصواب کے اخراجات کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ (۷) ملین ڈالر کے اخراجات دیکھنے میں تو بہت زیادہ معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن ناظم استصواب عامہ کے ذہن میں رائے شماری کا جو پلان ہے اس کی تفصیلات کا مطالعہ کرنے کے بعد تو خیال ہوتا ہے کہ اخراجات صرف (۷) ملین ڈالر ہی نہ ہوں گے بلکہ کچھ اس سے بھی زائد ہوں گے۔ مثال کے طور پر معلوم ہوا ہے کہ امیر البحر چیسٹر نیمٹز، میکسیکو، ناروے، بلجیم اور امریکہ سے رائے شماری کی نگرانی کے لئے (۳) ہزار فوجی شاہدین کو طلب کرنا چاہتے ہیں اس کے علاوہ استصواب منعقد کرنے کے لئے بہت سارا ساز و سامان خریدنے دفاتر کے اخراجات دفتر استصواب عامہ کے اسٹاف کی تنخواہیں مختلف ممالک سے جو شاہدین اور دفتری کارکن طلب کئے جائیں گے۔ ان کے سفر کے اخراجات کے لئے بھی کافی رقم درکار ہوگی۔

ادھر ناظم استصواب عامہ اور مرکزی اسٹاف کے اراکین کے اخراجات کئی ہفتوں سے اقوام متحدہ برداشت کر رہا ہے۔ اور لیک سکسس میں یہ مسئلہ موضوع بحث بن گیا ہے کہ ان بڑے بڑے اخراجات کو آخر کون برداشت کرے گا۔

اقوام متحدہ کے مالیاتی حلقوں میں خیال ہے کہ ان اخراجات کو ہندوستان اور پاکستان کی حکومتیں مشترکہ طور پر برداشت کریں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ استصواب عامہ کے لئے جو ساز و سامان درکار ہے وہ غالباً امریکہ ہی سے منگوایا جائے گا۔ اور اسٹاف کی تنخواہیں بھی توقع ہے کہ ڈالروں میں ادا کی جائے گی اس لئے ہندوستان اور پاکستان کو استصواب عامہ کے تمام اخراجات ڈالروں کی رقوم میں ادا کرنا پڑے گا۔ ایک صورت دوسری بھی ہے اگر ہندوستان اور پاکستان کی حکومتیں ناظم استصواب عامہ کو تمام ضروری سہولتیں مہیا کرنے کے لئے آمادہ ہو جائیں، مواصلات، حمل و نقل، موٹر کاریں، ٹیلیفون، آلات لاسلکی اور ان کے علاوہ تھوڑے بہت کلرکوں کے اور دیگر مقامی اخراجات برداشت کریں تو دونوں حکومتوں کو اس صورت میں تقریباً (۲.۵) ملین ڈالر استصواب عامہ کے اخراجات کے طور پر ادا کرنا پڑے گا۔

ایک خیال یہ ہے کہ ہندوستان اور پاکستان کو استصواب عامہ کے اخراجات برداشت کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ اب جب کہ کشمیر ایک بین قومی مسئلہ بن گیا ہے اور ایک بین قومی ادارہ پر فرض ہے وہاں استصواب منعقد کر رہا ہے اس لئے استصواب عامہ کے اخراجات خود ادارۂ اقوام متحدہ کو برداشت کرنا چاہئے۔ دونوں ممالک اقوام متحدہ کے رکن ہیں۔ اور اس کی رکنیت کا چندہ برابر ادا کر رہے ہیں۔ قطع نظر فوجی شاہدین کی تعداد کے یہ ایک پیچیدہ سوال اٹھتا ہے کہ آیا فوجی شاہدین بین قومی تعاون عمل کی اساس پر کسی دوسرے ملک کے جنگ زدہ علاقہ کی صورت حال کا مشاہدہ کرنے کی خاطر روانہ کئے جائیں گے یا نہیں۔ شہری عہدہ دار بھی شاہدین کے فرائض انجام دے سکتے ہیں اور اگر کسی ہمسایہ ممالک سے طلب کیا جائے تو ان سفر وغیرہ کے اخراجات کم ہوں گے۔ یہ چند مسائل ایسے ہیں جن پر ہندوستان اور پاکستان کی حکومتوں کو استصواب عامہ منعقد کرنے کے پلان کو منظور کرنے سے قبل غور کرنا پڑے گا۔ لیکن اگر دونوں حکومتوں کو استصواب عامہ کے اخراجات مشترکہ طور پر برداشت کرنے پر مجبور کیا گیا تو دونوں حکومتوں کو یہ اجازت ملنی چاہئے کہ وہ ان اخراجات کو ملک کی کرنسی کی رقومات میں ادا کریں۔ اور ڈالر کرنسی کی موجودہ دشواریوں کے مدنظر یہ ضروری ہے کہ ہندوستان خود بھی اپنے معاشی موقف برقرار رکھنے کے لئے عالمی بنک سے ڈالری قرضہ طلب کر رہا ہے۔ اور ایسے وقت میں یا کہ ایسے معاہدہ میں ڈالری اخراجات برداشت کرنے پر مجبور کرنا انصاف کے منافی ہوگا۔ جس کا ہندوستان ذمہ دار نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں یہ امر بھی دلچسپی کا ہوگا کہ اقوام متحدہ نے فلسطین کی ثالثی کے اخراجات خود ہی برداشت کرتے ہیں اقوام متحدہ نے کوریا کے عام انتخابات کی نگرانی کے فرائض اپنے ہی صرفہ سے انجام دئے۔ لیکن صرف یہ کشمیر کا استصواب عامہ ہی اقوام متحدہ کی سرپرستی میں منعقد کیا جا رہا ہے یہ پہلے اقوام متحدہ کی تاریخ میں ایسی مثال نہیں ملتی۔ انتخاری کمیشن سے ڈاکٹر لوزانو کے استعفا کی خبر سن کر یہاں سب کو ملال ہوا۔ ڈاکٹر لوزانو کشمیر کمیشن کی روح رواں تھے۔

جمعیت پولیس میں کمیونسٹ عناصر

(بقیہ سلسلہ صفحہ اول)

قائم کر رکھے ہیں جہاں سے جرمانوں اور قید کی سزا سے لے کر دیدے نکالنے اور موت کی سزاؤں تک سزائیں دی جاتی اور عمل میں لائی جاتی ہیں مسٹر الوری سیتا رام راجو نے کہا کہ برطانوی راج کے تحت کسی کانگریسی کو بھی جان کا اندیشہ نہ تھا لیکن آج اسے ہمیشہ موت کا ڈر لگا ہوا ہے۔ کمیونسٹوں کے قتل و خون اور لوٹ کی مثالیں پیش کرتے ہوئے اس رکن نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود پولیس کی جمعیت میں ایسے عناصر موجود ہیں جو کمیونسٹوں کی مدد کر رہے ہیں انھوں نے ایسے تمام عناصر کو پولیس کی جمعیت سے کانٹ چھانٹ اور جمعیت کی از سر نو تنظیم کرنے کا مطالبہ کیا انھوں نے اس پر زور دیا کہ پھرتی کے ساتھ کام کرنے والے تعلیم یافتہ اور قوم پرست نوجوان جمعیت پولیس میں بھرتی کئے جائیں۔

اس بحث کے جواب میں مسٹر گوپال ریڈی قائد ایوان نے کہا کہ پولیس کے ساتھ ہمدردی بتلانے کی ضرورت ہے جب کبھی پولیس نے سختی کے ساتھ صورت حال کا مقابلہ کیا تو اخبارات اور پلیٹ فارم سے شکایت کی گئی کہ زیادتیاں ہو رہی ہیں اگر کسی طرح کی جد و جہد کی گئی تو پولیس میں جرات نہیں رہ سکتی۔ ایک نازک صورت حال سے نمٹنے میں ممکن ہے کہ پولیس کو کوئی ایسا کام کرنا پڑے جس کو باہر کا ایک شخص بہت زیادتی خیال کرتا ہو لہذا پولیس کے ساتھ ہمدردی بتلانے کی ضرورت ہے۔ قائد ایوان نے کہا کہ ہم نے ملابار کی صورت حال پر قابو پالیا ہے اور ہم دیگر اضلاع کی صورت حال پر بھی قابو پالیں گے اس کے بعد محرک نے اپنی تحریک واپس لی۔

اشتہار عدالت دیوانی ضلع عثمان آباد

مرتبہ از محکمہ نظامت

واقع ۲۲ امرداد ۱۳۵۵ف نمبر مقدمہ ۲۳/۲ ۱۳۵۵ف حوالہ جاریہ نویسی ۲۸۱/۴ ۲۵ ۱۳۵۵ف۔ باجلاس مولوی محمد ابوالحسن بی اے، ال ال بی ناظم عدالت ضلع عثمان آباد۔ مقدمہ در نسبت عطائے صداقت نامہ (۱) رقم بابتہ تعمیر ترمیم گودام سرکار عالی واقع تلجاپور مبلغ (۔۔۔) (۲) رقم نسبت منتقلی جوار ازاندو تا تلجاپور مبلغ (۔۔۔) (۳) بابتہ [illegible] کارپوریشن رقمی مبلغ (۔۔۔) (۴) [illegible] وصول شدنی از محکمہ کمرشیل کارپوریشن۔ (۵) الیہ بابتہ گتہ داری تلجاپور تا تال واڑی روڈ جو محکمہ تعمیرات میں جمع ہے۔ جملہ (۔۔۔) روپیہ۔ اطلاع دیجاتی ہے کہ منجانب محمد عقیل احمد ولد تاج الدین گتہ دار ساکن تلجاپور درخواست عطائے صداقت نامہ وراثت پیش ہوئی ہے متوفی نعیم احمد ولد تاج الدین درخواست گزار کے حقیقی بھائی کا انتقال بتاریخ ۲۵ آبان ۱۳۵۴ف بزمانہ پولیس ایکشن ہوا ہے۔ اور مسمی مذکور کو رقم مبلغ (۔۔۔) روپیہ کے حصول کے لئے صداقت نامہ وراثت کی ضرورت ہے دیگر ورثاء متوفی قریب تر کوئی وارث نہیں ہے۔ اگر کسی کو عطائے صداقت نامہ وراثت میں کوئی عذر ہو تو بتاریخ ۳۰ شہریور ۱۳۵۵ف روز شنبہ حاضر عدالت ہو کر جواب پیش کرے۔ ورنہ بصورت عدم حاضری حسب ضابطہ کارروائی کی جائے گی۔ آج بتاریخ ۲۳ امرداد ۱۳۵۵ف بہ ثبت دستخط و مہر عدالت سے جاری کیا گیا فقط

(دستخط منتظم صاحب عدالت)

اشتہار نمبر مقدمہ ۲/۸ ۱۳۵۵ف

مجریہ از محکمہ عدالت دیوانی ضلع ورنگل۔ واقع ۲۶ امرداد ۱۳۵۵ف۔ باجلاس راجہ گیرت چندی بی اے ال ال بی ناظم عدالت ضلع ورنگل۔ ریتا نرسیدرناتھ بنام سرکار عالی۔ دعویٰ عطائے صداقت نامہ وراثت۔ بنام (۱) ریتا گنگا رتنم زوجہ رام ناتھ قوم ویش عمر ۶۰ سال پیشہ خانہ داری سکنہ مٹھواڑہ۔ (۲) ریتا وینکٹ رامیا ولد ناگیا قوم ویش عمرہ ۵۰ سال پیشہ بیوپاری سکنہ مٹھواڑہ۔ ہرگاہ مقدمہ مندرجہ صدر میں منجانب ریتا نرسیدرناتھ ولد رام ناتھ قوم ویش عمر ۲۵ سال پیشہ [illegible] سکنہ مٹھواڑہ نے درخواست عطائے صداقت نامہ وراثت پیش کی ہے کہ درخواست گزار کے پدر حقیقی مسمی ریتا رام ناتھ کا بتاریخ ۲۴ خورداد ۱۳۵۵ف بمقام مٹھواڑہ انتقال ہو گیا ہے متوفی کے نام سے حسب تفصیل ذیل رقومات بنکوں میں جمع ہیں۔ من درخواست گزار متوفی کا فرزند حقیقی وارث تاسستری اور قابض جائداد ہے۔ درخواست گزار کے علاوہ متوفی کے قریبی ورثا میں مسمیان (۱) ریتا گنگا رتنم زوجہ رام ناتھ (۲) ریتا وینکٹ رامیا ولد ناگیا برادر حقیقی متوفی موجود ہیں۔ لہذا بحق درخواست گزار صداقت نامہ وراثت عطا فرمایا جاوے۔ پس بنظر پیشی ہونے درخواست ہذا کے ذریعہ ہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ مسمی ریتا نرسیدرناتھ کو عطائے صداقت نامہ کے لئے جس کسی کو عذر یا حق ہو واقف حاصل ہو تو وہ بتاریخ ۴ شہریور ۱۳۵۵ف اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا ہو کر جواب دہی کریں۔ بصورت غیر حاضری حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی پھر کوئی عذر مسموع نہ ہوگا۔ آج بتاریخ ۲۶ امرداد ۱۳۵۵ف بہ ثبت دستخط اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔ تفصیل:

(۱) مبلغ [illegible] ہزار روپیہ سکہ عثمانیہ پراسری نوٹس سرکار عالی نمبری [illegible] (۲) مبلغ [illegible] روپیہ سکہ عثمانیہ سنٹرل بنک ورنگل کھاتہ [illegible] (۳) مبلغ [illegible] روپیہ سکہ عثمانیہ ہوم سیونگس سیف اکونٹ پاس بک [illegible] (۴) مبلغ [illegible] روپیہ سکہ عثمانیہ حیدرآباد اسٹیٹ بنک سیونگس بنک اکاؤنٹ نمبری [illegible] لیجر [illegible]

شریک دستخط صیغہ دار صاحب عدالت دیوانی۔ شریک دستخط سررشتہ دار صاحب۔

اعلان محکمہ راتب بندی

ایسے مالکان ہوٹل و رسٹورنٹ وغیرہ کو جنھوں نے جدید ہوٹل یا رسٹورنٹ قائم کی ہو اور اجازت نامہ مجریہ محکمہ ہذا موجود نہ ہو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے کاروبار غیر راتب شدہ اشیاء کی حد تک محدود رکھیں راتب شدہ اشیاء کا استعمال یا فروخت ایسے اداروں کے لئے قطعاً جائز اور درست نہیں ہے۔ نیز اس امر سے بھی آگاہ کیا جاتا ہے کہ جدید ہوٹل یا رسٹورنٹ وغیرہ کو محکمہ ہذا سے کوئی اجازت نامہ اجراء نہ کیا جائے گا۔ احکام ہذا کی خلاف ورزی کی صورت میں کارروائی ضابطہ کی جائے گی فقط

(منجانب ناظم صاحب راتب بندی)

اعلان

بذریعہ ہذا عوام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ چنا بھونا۔ اور بیسن دکانات راتب بندی اور کمرشیل کارپوریشن سے اجراء ہوگا چونکہ مقابلہ کی قیمتوں پر اجرائیاں ہوتی ہیں لہذا کاروبار گیرندگان اداروجات۔ ہوٹلس وغیرہ سے استدعا کی جاتی ہے وہ اس سے فائدہ اٹھا کر اپنی ضروریات کے لئے ان اشیاء کی خریدی کا انتظام منظورہ مقدار کو کم سے زیادہ کریں فقط

(منجانب ناظم صاحب راتب بندی)

دی کرانیکل پریس میں طبع ہو کر دفتر مملکت [illegible] سے شائع ہوا